پریم چند

(1880 – 1936)

© NCERT not to be republished

پریم چند بنارس کے قریب ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصلی نام دھنپت رائے تھا۔ ابتدا میں نواب رائے کے قلمی نام سے افسانے لکھے۔ بعد میں پریم چند کے نام سے مشہور ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسے میں ہوئی۔ اردو اور فارسی پڑھنے کے بعد انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔

پریم چند کا شمار اردو کے صفِ اوّل کے افسانہ اور ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی تحریروں میں دیہاتی زندگی کے تمام پہلو اپنے مسائل کے ساتھ نظر آتے ہیں۔

'پریم پچیسی'، 'پریم بتیسی'، 'واردات'، 'نجات' اور 'زادِ راہ' پریم چند کے افسانوں کے خاص مجموعے ہیں۔ ان کے ناولوں میں 'بازارِ حسن'، 'گوشۂ عافیت'، 'چوگانِ ہستی' اور 'میدانِ عمل' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ 'گئو دان' پریم چند کا شاہ کار ناول ہے۔ پریم چند کے یہاں وطن کی محبت اور سماج کی اصلاح کا جذبہ نمایاں ہے۔ ان کا اسلوب سادہ، سلیس اور پُر اثر ہے۔

5024CH05

پوٗس کی رات

ہلکو نے آ کر اپنی بیوی سے کہا ”شہنا آیا ہے۔ لاؤ جو روپیے رکھے ہیں اسے دے دو۔ کسی طرح گردن تو چھوٗٹے۔“ مُنّی بہو جھاڑو لگا رہی تھی، پیچھے پھر کر بولی ”تین ہی تو روپیے ہیں۔ دے دوں تو کمبل کہاں سے آئے گا؟ ماگھ پوس کی رات کھیت میں کیسے کٹے گی۔ اُس سے کہہ دو کہ فصل پر روپے دے دیں گے، ابھی نہیں ہے۔“

ہلکو تھوڑی دیر تک چُپ کھڑا رہا اور اپنے دل میں سوچتا رہا پوٗس سر پر آ گیا۔ بغیر کمبل کے کھیت میں رات کو وہ کسی طرح سو نہیں سکتا۔ مگر شہنا مانے گا نہیں۔ گُھڑکیاں دے گا، گالیاں سنائے گا۔ بلا سے جاڑوں مریں گے، یہ بلا تو سر سے ٹل

© NCERT not to be republished

جائے گی۔ یہ سوچتا ہُوا وہ اپنا بھاری جسم لیے ہوئے (جو اس کے نام کو غلط ثابت کر رہا تھا) اپنی بیوی کے پاس گیا اور خوشامد کر کے بولا "لا، دے دے۔ گردن تو کسی طرح سے بچے۔ کمبل کے لیے کوئی دوسری تدبیر سوچوں گا۔"

مُنّی اس کے پاس سے دور ہٹ گئی اور آنکھیں ٹیڑھی کرتی ہوئی بولی "کر چکے دوسری تدبیر۔ ذرا سُنوں کون سی تدبیر کرو گے؟ کون کمبل خیرات میں دے دے گا؟ نہ جانے کتنا روپیہ باقی ہے جو کسی طرح ادا ہی نہیں ہوتا۔ مَیں کہتی ہوں تم کھیتی کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ مر مر کر کام کرو، پیداوار ہو تو اس سے قرضہ ادا کرو۔ چلو چھُٹّی ہوئی۔ قرضہ ادا کرنے کے لیے تو ہم پیدا ہی ہوئے ہیں۔ ایسی کھیتی سے باز آئے۔ میں روپیے نہ دوں گی۔ نہ دوں گی۔"

ہلکو رنجیدہ ہو کر بولا "تو کیا گالیاں کھاؤں؟"

مُنّی نے کہا "گالی کیوں دے گا؟ کیا اس کا راج ہے؟" مگر یہ کہنے کے ساتھ ہی اس کی تنی ہوئی بھویں ڈھیلی پڑ گئیں۔ ہلکو کی بات میں جو دِل ہلا دینے والی صداقت تھی، معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی جانب ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اُس نے طاق پر سے روپیے اُٹھائے اور لا کر ہلکو کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ پھر بولی "تم اب کی کھیتی چھوڑ دو۔ مزدوری میں سُکھ سے ایک روٹی تو کھانے کو ملے گی۔ کسی کی دھونس تو نہ رہے گی۔ اچھّی کھیتی ہے، مزدوری کر کے لاؤ وہ بھی اس میں جھونک دو۔ اُس پر سے دھونس!"

ہلکو نے روپیے لیے اور اس طرح باہر چلا کہ معلوم ہوتا تھا وہ اپنا کلیجہ نکال کر دینے جا رہا ہے۔ اس نے ایک ایک پیسہ کاٹ کر تین روپیے کمبل کے لیے جمع کیے تھے، وہ آج نکلے جا رہے ہیں۔ ایک ایک قدم کے ساتھ اس کا دماغ اپنی ناداری کے بوجھ سے دبا جا رہا تھا۔

پوس کی اندھیری رات۔ آسمان پر تارے بھی ٹھِٹُھرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ہلکو اپنے کھیت کے کنارے اُوکھ کے پتّوں کی ایک چھتری کے نیچے بانس کے کھٹولے پر اپنی پُرانی گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے کانپ رہا تھا۔ کھٹولے کے نیچے اُس کا ساتھی کُتّا 'جبرا' پیٹ میں مُنہ ڈالے سردی سے کوں کوں کر رہا تھا۔ دو میں سے ایک کو بھی نیند نہ آتی تھی۔

ہلکو نے گھُٹنوں کو گردن میں چمٹاتے ہوئے کہا "کیوں جبرا، جاڑا لگتا ہے؟ کہا تو تھا گھر میں پیال پر لیٹ رہ۔ تو یہاں کیا لینے آیا تھا؟ اب کھا سردی، مَیں کیا کروں؟ جانتا تھا میں حلوہ پوری کھانے آ رہا ہوں۔ دوڑتے ہوئے

© NCERT not to be republished

آگے چلے آئے۔اب روؤ اپنی نانی کے نام کو۔'' جبرا نے لیٹے ہوئے دُم ہلائی اور ایک انگڑائی لے کر چُپ ہوگیا۔شاید وہ یہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی کوں کوں کی آواز سے اس کے مالک کو نیند نہیں آرہی ہے۔

ہلکو نے ہاتھ نکال کر جبرا کی ٹھنڈی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا'' کل سے میرے ساتھ نہ آنا،نہیں تو ٹھنڈے ہوجاؤ گے۔ یہ پچھوا ہَوا نہ جانے کہاں سے برف لیے آرہی ہے۔یہ کھیتی کا مزہ ہے۔اور ایک ایک بھاگوان ایسے پڑے ہیں جن کے پاس اگر جاڑا جائے تو گرمی سے گھبرا کر بھاگے۔موٹے گدّے، لحاف، کمبل،مجال ہے کہ جاڑے کا گُزر ہوجائے۔تقدیر کی خُوبی ہے مزدوری ہم کریں،مزہ دوسرے لوٹیں۔''

جبرا نے اُس کی جانب محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ہلکو نے کہا'' آج اور جاڑا کھالے۔کل سے مَیں یہاں پیال بچھادوں گا۔اس میں گُھس کر بیٹھنا جاڑا نہ لگے گا۔''

جبرا نے اگلے پنجے اس کے گھٹنوں پر رکھ دیے اور اس کے مُنہ کے پاس اپنا مُنہ لے گیا۔ہلکو کو اس کی گرم سانس لگی۔ ہلکو پھر لیٹا اور یہ طے کرلیا کہ چاہے جو کچھ ہو اب کی سو جاؤں گا لیکن ایک لمحے میں اُس کا کلیجہ کانپنے لگا۔کبھی اِس کروٹ لیٹا،کبھی اُس کروٹ۔جاڑا کسی بھوت کی مانند اس کی چھاتی کو دبائے ہوئے تھا۔

جب کسی طرح نہ رہا گیا تو اس نے جبرا کو دھیرے سے اٹھایا اور اس کے سر کو تھپ تھپا کر اسے اپنی گود میں سُلا لیا۔کُتّے کے جسم سے معلوم نہیں کیسی بدبو آرہی تھی،پر اسے اپنی گود سے چمٹاتے ہوئے ایسا سُکھ معلوم ہوتا تھا جو اِدھر مہینوں سے اسے نہ ملا تھا۔جبرا شاید یہ خیال کررہا تھا کہ بہشت یہی ہے اور ہلکو کی رُوح اِتنی پاک تھی کہ اُس کو کُتّے سے بالکل نفرت نہ تھی۔وہ اپنی غریبی سے پریشان تھا جس کی وجہ سے وہ اِس حالت کو پہنچ گیا تھا۔ایسی انوکھی دوستی نے اُس کی روح کے

© NCERT not to be republished

سب دروازے کھول دیے تھے اور اس کا ایک ایک ذرّہ حقیقی روشنی سے منّور ہوگیا تھا۔ اِسی اثنا میں جبرا نے کسی جانور کی آہٹ پائی۔ اس کے مالک کی اس خاص رُوحانیت نے اس کے دِل میں ایک جدید طاقت پیدا کر دی تھی جو ہَوا کے ٹھنڈے جھونکوں کو بھی ناچیز سمجھ رہی تھی۔ وہ جھپٹ کر اٹھا اور چھپّری سے باہر آ کر بھونکنے لگا۔ ہلکو نے اسے کئی مرتبہ پُچکار کر بُلایا پر وہ اس کے پاس نہ آیا۔ کھیت میں چاروں طرف دوڑ دوڑ کر بھونکتا رہا۔ ایک لمحے کے لیے آ بھی جاتا تو فوراً ہی پھر دوڑتا۔ فرض کی ادائیگی نے اسے بے چین کر رکھّا تھا۔

ایک گھنٹہ گُزر گیا۔ سردی بڑھنے لگی۔ ہلکو اُٹھ بیٹھا اور دونوں گھُٹنوں کو چھاتی سے ملا کر سر کو چُھپا لیا۔ پھر بھی سردی کم نہ ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا خون مُنجمد ہو گیا ہے۔ اُس نے اُٹھ کر آسمان کی جانب دیکھا۔ ابھی کتنی رات باقی ہے۔ وہ سات ستارے جو قُطب کے گِرد گھومتے ہیں، ابھی اپنا نِصف دَورہ بھی ختم نہیں کر چکے۔ جب وہ اُوپر آ جائیں گے تو کہیں سویرا ہوگا۔ ابھی ایک گھڑی سے زیادہ رات باقی ہے۔

ہلکو کے کھیت سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک باغ تھا۔ پت جھڑ شروع ہو گئی تھی ۔ باغ میں پتوں کا ڈھیر لگا ہُوا تھا۔ ہلکو نے سوچا چل کر پتیاں بٹوروں اور اُن کو جلا کر خوب تاپوں ۔ رات کو کوئی مجھے پتّیاں بٹورتے دیکھے تو سمجھے کہ کوئی بھوت ہے۔کون جانے کوئی جانور ہی چھُپا بیٹھا ہو مگر اب تو بیٹھے نہیں رہا جاتا۔

اس نے پاس کے ارہر کے کھیت میں جا کر کئی پودے اکھاڑے اور اس کا ایک جھاڑو بنا کر ہاتھ میں سُلگتا ہوا اُپلا لیے باغ کی طرف چلا۔ جبرا نے اسے جاتے دیکھا تو پاس آیا اور دُم ہلانے لگا۔

ہلکو نے کہا ''اب تو نہیں رہا جاتا۔ جبرو چلو، باغ میں پتّیاں بٹور کر تاپیں۔ ٹاٹھے ہو جائیں گے تو پھر آکر سوئیں گے۔ ابھی تو رات بہت ہے۔''

جبرا نے کوں کوں کرتے ہوئے اپنے مالک کی رائے سے موافقت ظاہر کی اور آگے آگے باغ کی جانب چلا۔ باغ میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ درختوں سے شبنم کی بوندیں ٹپ ٹپ ٹپک رہی تھیں ۔ یکا یک ایک جھونکا مہندی کے پھولوں کی خوشبو لیے ہوئے آیا۔

ہلکو نے کہا ''کیسی اچھی مہک آئی جبرا! تمھاری ناک میں بھی کچھ خوشبو آ رہی ہے؟''

جبرا کو کہیں زمین پر ایک ہڈی پڑی مل گئی تھی وہ اسے چُوس رہا تھا۔ ہلکو نے آگ زمین پر رکھ دی اور پتّیاں بٹورنے لگا۔ تھوڑی دیر میں پتّیوں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ ہاتھ ٹھٹھرتے جاتے تھے۔ ننگے پاؤں گلے جاتے تھے۔ اور وہ پتّیوں کا پہاڑ کھڑا کر رہا تھا۔ اسی الاؤ میں وہ سردی کو جلا کر خاک کر دے گا۔

تھوڑی دیر میں الاؤ جل اُٹھا۔ اس کی لو اُوپر والے درخت کی پتّیوں کو چھُو چھُو کر بھاگنے لگی۔ اس متزلزل روشنی میں باغ کے عالی شان درخت ایسے معلوم ہوتے تھے کہ وہ اس لا انتہا اندھیرے کو اپنی گردن پر سنبھالے ہوں۔ تاریکی کے اِس اتھاہ سمندر میں یہ روشنی ایک ناؤ کے مانند معلوم ہوتی تھی۔

ہلکو الاؤ کے سامنے بیٹھا ہُوا آگ تاپ رہا تھا۔ ایک منٹ میں اُس نے اپنی چادر بغل میں دبا لی اور دونوں پاؤں پھیلا دیے، گویا وہ سردی کو للکار کر کہہ رہا تھا ''تیرے جی میں جو آئے وہ کر''۔ سردی کی اس بے پایاں طاقت پر فتح پا کر وہ خوشی کو چھُپا نہ سکتا تھا۔

© NCERT not to be republished

اُس نے جبرا سے کہا ''کیوں جبرا! اب تو ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہے؟''

جبرا نے کوُں کوُں کر کے گویا کہا ''اب کیا ٹھنڈ لگتی ہی رہے گی۔''

''پہلے یہ تدبیر نہیں سُوجھی۔ نہیں اتنی ٹھنڈ کیوں کھاتے۔''

جبرا نے دُم ہلائی۔

''اچھا آؤ اِس الاؤ کو کوُد کر پار کریں۔ دیکھیں کون نکل جاتا ہے۔''

''اگر جل گئے بچّہ تو مَیں دوا نہ کروں گا۔''

جبرا نے خوف زدہ نگاہوں سے الاؤ کی جانب دیکھا۔

''مُنّی سے کل یہ نہ جڑ دینا کہ رات خوب ٹھنڈ لگی اور تاپ تاپ کر رات کاٹی۔ ورنہ لڑائی کرے گی۔''

یہ کہتا ہُوا وہ اُچھلا اور اُس الاؤ کے اُوپر سے صاف نکل گیا۔ پیروں میں ذرا سی لَپٹ لگی پر وہ کوئی بات نہ تھی۔ جبرا الاؤ کے گرد گھوم کر اُس کے پاس آ کھڑا ہُوا۔

ہلکو نے کہا ''چلو چلو اُس کی سہی نہیں۔ اُوپر سے کود کر آؤ۔''

وہ پھر کودا اور الاؤ کے اُس پار آ گیا۔

پتّیاں جل چُکی تھیں۔ باغیچے میں پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ راکھ کے نیچے کچھ کچھ آگ باقی تھی جو ہَوا کا جھونکا آنے پر ذرا جاگ اُٹھتی تھی پر ایک لمحہ میں پھر آنکھیں بند کر لیتی تھی۔

ہلکو نے پھر چادر اوڑھ لی اور گرم راکھ کے پاس بیٹھا ہُوا ایک گیت گُنگُنانے لگا۔ اُس کے جسم میں گرمی آ گئی تھی پر جوُں جوُں سردی بڑھتی جاتی تھی اسے سُستی دبائے لیتی تھی۔

دفعتاً جبرا زور سے بھونک کر کھیت کی طرف بھاگا۔ ہلکو کو ایسا معلوم ہُوا کہ جانوروں کا ایک غول اس کے کھیت میں آیا۔ شاید نیل گایوں کا جُھنڈ تھا۔ اُن کے کوُدنے اور دوڑنے کی آوازیں صاف کان میں آ رہی تھیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کھیت میں چر رہی ہیں۔

اُس نے دل میں کہا ''نہیں، جبرا کے ہوتے ہوئے کوئی جانور کھیت میں نہیں آ سکتا۔ نوچ ہی ڈالے۔ مجھے وہم ہو رہا ہے۔ کہاں! اب تو کچھ سُنائی نہیں دیتا۔ مجھے بھی کیسا دھوکا ہُوا!''

اُس نے زور سے آواز لگائی۔ ''جبرا! جبرا!''

جبرا بھونکتا رہا۔ اُس کے پاس نہ آیا۔

جانوروں کے چرنے کی آواز چُر چُر سنائی دینے لگی۔ ہلکو اب اپنے کو فریب نہ دے سکا۔ مگر اُسے اِس وقت اپنی جگہ سے ہلنا زہر معلوم ہوتا تھا۔ کیسا گرمایا ہُوا مزے سے بیٹھا تھا۔ اِس جاڑے پالے میں کھیت میں جانا جانوروں کو بھگانا، ان کا تعاقب کرنا اُسے پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ بیٹھے بیٹھے جانوروں کو بھگانے کے لیے چلاّنے لگا۔

''لہو، لہو، ہو، ہو، ہاہا —''

مگر جبرا پھر بھونک اُٹھا۔ اگر جانور بھاگ جاتے تو وہ اب تک لَوٹ آیا ہوتا۔ نہیں بھاگے۔ ابھی تک چر رہے ہیں۔ شاید وہ سب بھی سمجھ رہے ہیں کہ اس سردی میں کون بیدھا ہے جو اُن کے پیچھے دوڑے گا۔ فصل تیار ہے۔ کیسی اچھی کھیتی تھی۔ سارا گاؤں دیکھ دیکھ کر جلتا تھا۔ اُسے یہ ابھاگے تباہ کیے ڈالتے ہیں!

اب ہلکو سے نہ رہا گیا۔ وہ پکّا ارادہ کرکے اُٹھا اور دو تین قدم چلا۔ پھر یکا یک ہَوا کا ایسا ٹھنڈا، چبھنے والا، بچّھو کے ڈنک کا سا جھونکا لگا کہ وہ پھر بُجھتے ہوئے الاؤ کے پاس آ بیٹھا اور راکھ کو کُرید کُرید کر اپنے ٹھنڈے جسم کو گرمانے لگا۔

جبرا اپنا گلا پھاڑے ڈالتا تھا۔ نیل گائیں کھیت کا صفایا کیے ڈالتی تھیں اور ہلکو گرم راکھ کے پاس بے حِس بیٹھا ہُوا تھا۔ افسردگی نے اُسے چاروں طرف سے رسّی کی طرح جکڑ رکھا تھا۔

آخر وہیں چادر اوڑھ کر سو گیا۔

سویرے جب اُس کی نیند کھلی تو دیکھا چاروں طرف دھوپ پھیل گئی ہے اور مُنّی کھڑی کہہ رہی ہے ''کیا آج سوتے ہی رہو گے۔ تم یہاں میٹھی نیند سو رہے ہو اور اُدھر سارا کھیت چوپٹ ہو گیا۔'' سارے کھیت کا ستیاناس ہو گیا۔ بھلا کوئی ایسا بھی سوتا ہے۔ تمھارے یہاں مَنڈیا ڈالنے سے کیا ہُوا؟

ہلکو نے بات بنائی۔ ''مَیں مرتے مرتے بچا، تجھے اپنے کھیت کی پڑی ہے۔ پیٹ میں ایسا درد اُٹھا تھا کہ میں ہی جانتا ہوں۔''

دونوں پھر کھیت کے ڈانڈ پر آئے۔ دیکھا کھیت میں ایک پودے کا نام نہیں اور جبرا مَنڈیا کے نیچے چِت پڑا ہے گویا بدن میں جان ہی نہیں ہے۔

دونوں کھیت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مُنّی کے چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی تھی، پر ہلکو خوش تھا۔

مُنّی نے فکرمند ہو کر کہا ''اب مجوری کر کے مال گُجاری دینی پڑے گی۔''

ہلکو نے مستانہ انداز سے کہا ''رات کو ٹھنڈ میں یہاں سونا تو نہ پڑے گا۔''

''میں اس کھیت کا لگان نہ دوں گی۔ کہے دیتی ہوں۔ جینے کے لیے کھیتی کرتے ہیں۔ مرنے کے لیے نہیں کرتے۔''

''جبرا ابھی تک سویا ہُوا ہے۔ اِتنا تو کبھی نہ سوتا تھا۔''

''آج جا کر سہنا سے کہہ دے کھیت جانور چر گئے۔ ہم ایک پیسہ نہ دیں گے۔''

''رات بڑے گجب کی سردی تھی۔''

''میں کیا کہتی ہوں۔ تم کیا سنتے ہو۔''

''تو، گالی کھِلانے کی بات کہہ رہی ہے۔ سہنا کو اِن باتوں سے کیا سروکار۔ تمھارا کھیت چاہے جانور کھائیں، چاہے آگ لگ جائے، چاہے اَولے پڑ جائیں، اسے تو اپنی مال گُجاری چاہیے۔''

© NCERT not to be republished

''تو چھوڑ دو کھیتی۔ میں ایسی کھیتی سے باز آئی۔''

ہلکو نے مایوسانہ انداز سے کہا ''جی میں تو میرے بھی یہی آتا ہے کہ کھیتی باڑی چھوڑ دوں۔ مُنّی تجھ سے سچ کہتا ہوں مگر مجوری کا کھیال کرتا ہوں تو جی گھبرا اٹھتا ہے، کسان کا بیٹا ہو کر اب مجوری نہ کروں گا۔ چاہے کتنی ہی دُرگت ہو جائے۔ کھیتی کا مرجاد نہ بگاڑوں۔''

''جبرا! جبرا! کیا سوتا ہی رہے گا؟ چل گھر چلیں۔''

(پریم چند)

مشق

• معنی یاد کیجیے

گردن چھوٹنا (محاورہ)	:	چھٹکارا پانا
ماگھ، پوس	:	ہندوستانی کیلنڈر کے وہ مہینے جن میں بہت سردی پڑتی ہے۔
گھڑکیاں دینا	:	بُرا بھلا کہنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا
بَلا سر سے ٹلنا (محاورہ)	:	مصیبت دور ہونا
تدبیر	:	طریقہ
باز آنا (محاورہ)	:	بچنا
رنجیدہ	:	اُداس
طاق	:	دیوار میں بنا ہوا خانہ
ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا (محاورہ)	:	لگاتار دیکھنا

© NCERT not to be republished

ناداری	:	غریبی
اوُکھ	:	گنّا
پیَال	:	پھوس، دھان کا سوکھا ڈنٹھل
مجال	:	ہمّت، حوصلہ
مانند	:	طرح
مُنوّر	:	روشن، چمک دار
اَثنا	:	بیچ، دوران
روحانیت	:	روح سے متعلق
منجمد ہونا	:	جم جانا
قُطب	:	شمال میں ایک روشن ستارہ
نِصف	:	آدھا
ٹانٹھے ہوجانا	:	طاقت آنا، جان آجانا
اِتّفاق کرنا	:	ماننا
لاانتہا	:	جس کی کوئی حد نہ ہو
اَتھاہ	:	گہرا
بے پایاں	:	بہت زیادہ، بے حد
فتح	:	جیت
دفعتاً	:	اچانک
غول	:	جھُنڈ، ٹولی
افسردگی	:	اُداسی
مَنڈیا	:	کھیت میں بنا ہوا چھپّر

© NCERT not to be republished

• سوچیے اور بتایئے

1۔ 'منّی' نے ہلکو سے کھیتی چھوڑنے کے لیے کیوں کہا؟

2۔ پوس کی اندھیری رات میں ہلکو اور جبرے کی کیا حالت تھی؟

3۔ ہلکو نے سردی سے بچنے کے لیے کیا تدبیر کی؟

4۔ کھیت میں اچانک کیا واقعہ پیش آیا؟

5۔ سارے کھیت کا ستیاناس ہوجانے کے باوجود ہلکو نے کیا فیصلہ کیا؟

© NCERT
not to be republished